امام احمد رضا بحیثیت مصنف اعظم

مرتب

مولانا عمران رضا عطاری مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور

تصحیح و تقریظ

تلمیذ حافظ ملت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی حفظہ اللہ

مکتبہ دار السنہ، دہلی

امام احمد رضا

بحیثیت

مصنف اعظم

مولانا عمران رضا عطاری مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور انڈیا

نام کتاب : **امام احمد رضا بحیثیت مصنف اعظم**

مرتب : مولانا عمران رضا عطاری مدنی

مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور انڈیا

تصحیح و نظرِ ثانی : مبلغِ اسلام علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی

کل صفحات : ٦٤

زیرِ اہتمام : مجمع التصانیف

پہلا ایڈیشن : ١١٠٠ / مکتبہ دار السنہ دہلی

رابطہ نمبر:

٧٨٦٠٤٠٦٨٨٣

فہرست

احمد رضا کی دھوم تو سارے جہاں میں ہے

مبلغ اسلام تلمیذ حافظِ ملت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی

ناظم دار العلوم قادریہ، چریا کوٹ، ضلع مئو (یوپی، انڈیا)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمد الله العظيم ونصلي ونسلم على رسوله الكريم وآله وصحبه أصحاب النعيم

اعلی حضرت امام اہلسنت سرکار سیدی الشیخ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور شریعت مطہرہ کی تبلیغ و دعوت میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے پوری چودھویں صدی سے اب تک کی پندرہویں صدی اس کا جواب لانے سے قاصر ہے۔ حضور امام احمد رضا محقق بریلوی رضی المولیٰ عنہ صرف عالم و مفتی اور مصنف و محقق ہی نہ تھے، اعلم علماے عالم تھے اور عالم اسلام کے مفتیِ اعظم تھے، محقق ایسے کہ آنکھوں نے ان جیسا دیکھا نہیں۔ اور دنیاے تصنیف میں انھیں مصنف اعظم کیا جائے تو بجا اور حق ہے۔ آپ کے فتاویٰ اور تصانیف کے مطالعہ کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں پڑتی۔

اعلی حضرت قدس سرہ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار کے قریب بتائی

جاتی ہے، متعدد اصحابِ قلم نے تعداد بتانے کی کوشش کی مگر کوئی حتمی فیصلہ نہ کر سکے، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (ایم اے پی ایچ ڈی) مرحوم نے آٹھ سو کی فہرست تیار کی، بہر حال کتابوں کی تعداد جو بھی ہو اس کی کیفیت اور معیار کو سامنے رکھتے ہوئے یہ حقیقت بہر حال تسلیم کی جانی چاہیے کہ موجودہ اور گزشتہ صدی میں آپ کے جیسا کوئی محقق و مصنف نہیں گزرا، اس لیے بلا شبہہ آپ "مصنفِ اعظم" تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ایک جامع العلوم و الفنون کی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنی ایک ہی کتاب "فتاویٰ رضویہ" آفتاب آمد دلیل آفتاب کی مصداق ہے۔ آپ کی تعریف و توصیف کے لیے الفاظ کا دائرہ تنگ ہے بس یوں سمجھیے کہ

❁ وہ مفسر بھی تھے ❁ محقق بھی تھے ❁ محدث بھی تھے ❁ فقیہ و مفتی بھی تھے ❁ مبلغ بھی تھے ❁ مدرس بھی تھے، ❁ شارح و محشی بھی تھے ❁ مناظر و متکلم بھی تھے ❁ مفکر بھی تھے اور مدبر بھی ❁ سیاست داں بھی تھے اور سائنس داں بھی ❁ منطقی بھی تھے اور فلسفی بھی فلکیات کے بھی ماہر تھے اور ارضیات کے بھی ❁ ہیأت و نجوم میں بھی یگانۂ روزگار تھے ❁ علم توقیت میں تو یکتائے زمانہ تھے ❁ ناقد بھی تھے

ادیب بھی شاعر بھی تھے، عاشق رسول بھی، آپ کے اشعار بے جا مبالغہ آرائی سے پاک ہیں ❁ آپ صوفی بھی تھے اور امام راہِ طریقت بھی ❁ آپ سچے مرید بھی تھے اور اپنے زمانے کے مرشد العلماء والصوفیہ بھی۔

غرض ہندستان کی تاریخ میں ایسا عالم نظر نہیں آتا۔ یقیناً اعلیٰ حضرت فکر و فن کے ہمہ جہت امام تھے تو پھر منصف اعظم کیوں نہ ہوں۔ اس موضوع پر ضخیم "**مصنف اعظم نمبر**" خصوصی شمارہ سواد اعظم دہلی سے شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ زیرِ نظر مختصر کتاب (**امام احمد رضا بحیثیتِ مصنف اعظم**) میں **مولانا عمران رضا عطاری مدنی** بنارسی نے یہی بات چند صفحات میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ تاکہ یہ کتاب زیادہ ہاتھوں تک پہنچ سکے۔ اور امام فکر و فن کی جلوہ سامانیاں دانشوروں کی آنکھوں کو خیرہ کر سکیں۔ گویا یہ ایک عاشق رضا کی عقیدتوں کا خراج ہے جو بارگاہ امام عشق و محبت میں پیش ہے۔ جس کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا موصوف دور طالب علمی ہی میں کئی موٹی پتلی کتابوں کے مصنف و مؤلف ہو گئے ہیں، یہ بات بڑی خوش آیند اور ان کے روشن مستقبل کی غماز ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ "**تذکرۃ المصنفین**" آپ کی شاہکار تصنیف ہے، جس کی اہل علم کو بڑی ضرورت تھی، مصنف نے بڑی محنت سے

یہ کتاب تیار کی ہے، علما و طلبہ اور اساتذہ کو اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اور اس سے استفادہ کرنا چاہیے۔ فاروقیہ بک ڈپو مٹیا محل دہلی نے اسے شائع کر کے مصنف کی حوصلہ افزائی کی ہے جس پر اس کے کار پردازان بھی تحسین و تشکر کے مستحق ہیں۔

راقم الحروف و دعا گو

محمد عبد المبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی-ملت نگر-مبارک پور

خادم التدریس و نظامت دار العلوم

قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو (یوپی)

۶ ذوالقعدہ ۱۴۴۵ھ

۶ مئی ۲۰۲۴ء

تقریظ

استاذ التحقیق والتصنیف مولانا راشد علی عطاری مدنی

بانی: ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹرنیشنل، کراچی، ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ

اہلِ سنّت کو جہاں دیگر کئی میدانوں میں کثیر چیلنجز کا سامنا ہے وہیں میدانِ تحریر و تصنیف بھی ایک میدانِ کارزار بنا ہوا ہے۔ اس میدان میں اہل سنت کو دورِ حاضر کے تقاضوں اور عصری ضروریات کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ آج کے پُر آشوب حالات میں کہ جب باطل اپنی تاویلاتِ فاسدہ کو علم کے لبادے میں عام کرنے میں سرگرداں ہے، ہمیں قلم کاروں کی اشد ضرورت ہے جو قرآنی آیات کی حقیقی تعلیمات کو آسان پیرائے میں عام کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو مختصر و مفصل، موضوعاتی و موسوعاتی انداز میں عام کریں۔ بچوں، بڑوں اور خواتین سبھی کے لیے ان کی ذہنی استعداد کے مطابق مرحلہ وار تربیت و تعلیم دینے والا لٹریچر تیار کریں۔ ہفتہ روزہ، پندرہ روزہ، ماہوار، سہ ماہی، شش ماہی، سالانہ الغرض جو ممکن ہو اسی دورانیہ کے جرائد و رسائل جاری کریں۔ اسلاف کی قلمی نگارشات کو احسن، سہل اور محقَّق انداز میں عام کریں۔ بہت خوشی ہوتی ہے کہ جب کوئی

فاضل دوست اپنی دلچسپی کا میدان تحریر و تصنیف بیان کرتے ہیں۔ ایسے ہی ایک فاضل نوجوان، اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی انڈیا کے اسکالر مولانا محمد عمران رضا عطاری مدنی صاحب بھی ہیں جنہوں نے ماشاء اللہ نو عمری میں ہی قلم تھاما اور اہل سنت کا تحریری قرض اتارنے کی سعی کرنے لگے ہیں۔ موصوف کا تازہ مرتب کردہ کتابچہ "**امام احمد رضا بحیثیتِ مصنف اعظم**" اس وقت زیر مطالعہ ہے۔ ماشاء اللہ میدانِ تحقیق کے حقیقی شہسوار امامِ اہلِ سنّت کے تصنیفی تنوع کو خلاصہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ امامِ اہلِ سنت کے قلمی خزانے کی اصنافِ تحریر کو عیاں کیا ہے۔ اللہ کریم قبولیت اور مقبولیت عطا فرمائے۔

راشد علی عطاری مدنی

ھادی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، انٹر نیشنل

۱۳-۰۵-۲۰۲۴

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلاه والسلام على سيد المرسلين

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ **ایک** ہمہ جہت شخصیت ہیں، آپ کی تصنیفی خدمات پر علمانے کئی کتابیں لکھی ہیں، اسی کی ایک کڑی یہ رسالہ بنام **"امام احمد رضا بحیثیتِ مصنف اعظم"** ہے۔ راقم نے اپنے اس مختصر رسالہ میں ان چیزوں کو اختصاراً ذکر کیا ہے: امام اہل سنت کی تصنیفی خدمات، کل کتابوں کی تعداد، کتابوں کا انداز، سفر و حضر میں تصنیفی کام، امام کی شرح نگاری، حاشیہ نگاری، تقریظ نگاری، اور تصانیف رضا کی خصوصیات وغیرہ۔ شروع رسالہ میں امام اہل سنت کا مختصر تعارف بھی شامل کیا گیا ہے۔

راقم تلمیذِ حافظ ملت حضرت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی دامت برکاتہم العالیہ کا مشکور و ممنون ہے کہ جنھوں نے اپنی تبلیغی، تحریکی، تصنیفی اور دیگر اہم ترین مصروفیات کے باوجود کتاب کی تصحیح و تقریظ کے لیے وقت عطا فرمایا۔ اور استاذ التحقیق والتصنیف مولانا راشد عطاری مدنی کا جنھوں نے کتاب پر تقریظ لکھی۔

ابو حامد مدنی

نزیل حال: مرکزی جامعۃ المدینہ ناگپور

تعارفِ امام اہل سنت

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔
آپ کی ولادت باسعادت بریلی شریف کے محلہ جسولی میں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بروز ہفتہ بوقت ظہر مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔ سنِ پیدائش کے اعتبار سے آپ کا نام المختار (۱۲۷۲ھ) ہے۔ آپ کا نام مبارک محمد ہے اور آپ کے دادا نے احمد رضا کہہ کر پکارا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

نسب: امام احمد رضا بن مولانا نقی علی بن مولانا رضا علی بن کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۸۷)

حصول علم:

رسم بسم اللہ خوانی کے بعد اعلیٰ حضرت کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہو گیا، آپ کی عمر چار برس کی تھی جب کہ عموماً دوسرے بچے اس عمر میں اپنے وجود سے بھی بے خبر رہتے ہیں؛ قرآن مجید ناظرہ ختم کر دیا، چھ سال کی عمر مبارک میں ربیع الاول شریف کے مہینے میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موضوع پر ایک جلسے میں تقریر فرما کر علمائے کرام اور مشائخ عظام سے

تحسین و آفرین کی داد وُصول کی۔ اسی عمر میں آپ نے بغداد شریف کے بارے میں سَمت معلوم کرلی پھر تادمِ حیات بلدۂ مبارکہٴ غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کی طرف پاوں نہ پھیلائے۔ اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان ومنشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد تاج العلما سند المحققین حضرت مولانا الشاہ نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ ذیل اکیس علوم پڑھے۔ (۱) علم قرآن (۲) علم تفسیر (۳) علم حدیث (۴) اصول حدیث (۵) کتب فقہ حنفی (۶) کتب فقہ شافعی ومالکی وحنبلی، (۷) اصول فقہ (۸) جدال مہذب (۹) علم العقائد والکلام (جو مذاہب باطلہ کی تردید کے لیے ایجاد ہوا) (۱۰) علم نحو (۱۱) علم صرف (۱۲) علم معانی (۱۳) علم بیان (۱۴) علم بدیع (۱۵) علم منطق (۱۴) علم مناظرہ (۱۷) علم فلسفہ مدلسہ (۱۸) ابتدائی علم تکسیر (۱۹) ابتدائی علم ہیئت (۲۰) علم حساب تاجمع، تفریق، ضرب، تقسیم (۲۱) ابتدائی علم ہندسہ۔ تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ عیسوی کو آپ فارغ التحصیل ہوئے اور دستارِ فضیلت سے نوازے گئے۔ اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتوی لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا۔ والد ماجد نے ذہن نقاد وطبع وقاد

دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کر دی۔

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد برحق کے وصال کے بعد بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم تکسیر و ابتدائی علم جفر وغیرہ عمدۃ السالکین حضرت مولانا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس اللہ تعالیٰ سرہ سے حاصل فرمایا۔ شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبدالعلی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، پھر فضلِ ربانی و فیض نبوی نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجے میں آپ نے کسی استاذ سے پڑھے بغیر محض خدا داد بصیرت نورانی سے حسب ذیل علوم و فنون میں دسترس حاصل کی اور ان کے شیخ و امام ہوئے (۲۲) قراءت (۲۳) تجوید (۲۴) تصوف (۲۵) سلوک (۲۶) علم اخلاق (۲۷) اسماء الرجال (۲۸) سیر (۲۹) تواریخ (۳۰) لغت (۳۱) ادب مع جملہ فنون (۳۲) ارثماطیقی (۳۳) جبر و مقابلہ (۳۴) حساب ستینی (۳۵) لوغارثمات (لوگارثم) (۳۶) علم التوقیت (۳۷) مناظر (۳۸) علم الاکر (۳۹) زیجات (۴۰) مثلث کروی (۴۱) مثل مسطح (۴۲) ہیئت جدیدہ (انگریزی فلسفہ) (۴۳) مربعات (۴۴) منتہی علم جفر (۴۵) علم زائرچہ (۴۶) علم فرائض (۴۷) نظم عربی (۴۸) نظم فارسی (۴۹) نظم ہندی (۵۰) انشاء نثر

عربی (۵۱) انشار نثر فارسی (۵۲) انشاء نثر ہندی (۵۳) خط نسخ (۵۴) خط نستعلیق (۵۵) منتہی علم حساب (۵۶) منتہی علم ہیئت (۵۷) منتہی علم ہندسہ (۵۸) منتہی علم تکسیر (۵۹) علم رسم خط قرآن مجید۔

(سوانح اعلی حضرت، ص۹۹تا۹۱)

حیرت انگیز حافظہ:

محدث اعظم ہند حضرت سید محمد محدثِ کچھو چھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دارالافتا میں کام کرنے کے سلسلے میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا؛تو رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے۔ان حاضر جوابیوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیٰ حضرت کی حاضر جوابی سے لوگ حیران ہو جاتے، ان حاضر جوابوں میں حیرت میں ڈال دینے والے واقعات وہ علمی حاضر جوابی تھی جس کی مثال سنی بھی نہیں گئی، مثلاً استفتاء آیا، دارالافتا میں کام کرنے والوں نے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ نئے قسم کا حادثہ دریافت کیا گیا اور جواب جزئیہ کی شکل میں نہیں نکل سکے گا، فقہاے کرام کے اصول عامہ سے استنباط کرنا پڑے گا۔ اعلی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا: عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں! اب ہم لوگ کیا طریقہ

اختیار کریں؟ فرمایا: یہ تو بڑا پرانا سوال ہے۔ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح القدیر" کے فلاں صفحے میں، ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے "رد المحتار" کی فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر، فتاوی ھندیہ میں، "خیریہ" میں یہ عبارت صاف صاف موجود ہے، اب جو کتابوں کو کھولا تو صفحہ، سطر اور بتائی گئی عبارت میں ایک نقطے کا فرق نہیں۔ اس خداداد فضل و کمال نے علما کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۳۱)

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک روز اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ: بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں، حالاں کہ میں اس لقب کا اہل نہیں ہوں۔ سید ایوب علی صاحب فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روز سے دور شروع کر دیا جس کا وقت غالباً مغرب بعد سے عشا کی جماعت قائم ہونے تک مخصوص تھا، روزانہ ایک پارہ یاد فرمالیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آخر روز تیسواں پارہ حفظ فرمالیا، ایک موقع پر فرمایا کہ میں نے کلام پاک بالترتیب بکوشش یاد کر لیا اور یہ اس لیے کہ ان بندگان خدا کا جو میرے نام کے آگے حافظ لکھ دیا کرتے ہیں کہنا غلط ثابت نہ ہو۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۹)

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے تھے کہ میرے استاد جن سے میں

ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے، ایک دو مرتبہ میں دیکھ کر کتاب بند کر دیا، جب سبق سنتے تو حرف بحرف سنا دیتا۔ روزانہ کی حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے، ایک دن مجھ سے فرمانے لگے کہ احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی! آپ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے میں انسان ہی ہوں ہاں اللہ کا فضل و کرم شامل حال ہے۔

وفات:

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وفات سے ۴ماہ ۲۲ دن پہلے خود اپنے وصال کی خبر دے کر پارہ ۲۹ سورۃ الدہر کی آیت ۱۵ سے سال انتقال کا استخراج فرمادیا تھا۔ اس آیت شریفہ کے علم ابجد کے حساب سے ۱۳۴۰ عدد بنتے ہیں اور یہی ہجری سال کے اعتبار سے سن وفات ہے، وہ آیت مبارکہ یہ ہے: وَيُطَافُ عَلَيۡهِم بِاٰنِيَةٍ مِن فِضَّةٍ. اوران پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہو گا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۸۴)

صفر المظفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعۃ المبارکہ کے دن ہندوستان کے وقت کے مطابق ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ کے وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔

تصانیف:

سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف عنوانات پر کم و بیش ایک ہزار کتابیں لکھی ہیں، یوں تو آپ نے ۱۲۷۲ھ سے ۱۳۴۰ھ تک لاکھوں فتوے دیے ہوں گے، لیکن افسوس! کہ سب نقل نہ کیے جاسکے، جو نقل کر لیے گئے تھے ان کا نام العطایا النبویہ في الفتاوی الرضویہ رکھا گیا۔ فتاوی رضویہ (مخرّجہ) کی ۳۰ جلدیں ہیں جن کے کل صفحات ۲۱۶۵۶ کل سوالات وجوابات: ۶۸۴۷ اور کل رسائل: ۲۰۶ ہیں۔

(فتاوی رضویہ مخرّجہ، ج ۳۰ ص ۱۰، رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور)

قرآن وحدیث، فقہ، منطق اور کلام وغیرہ میں آپ کی وسعت نظری کا اندازہ آپ کے فتاوی کے مطالعے سے ہی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ آپ کے ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔ (تذکرہ امام احمد رضا، ص ۱۷)

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے چند کتب ورسائل کے نام درج ذیل ہیں: ۞ جد الممتار علی رد المحتار ۞ أجلی الإعلام أن الفتوی مطلقا علی قول الإمام ۞ إیذان الأجر في أذان القبر ۞ اجتناب العمال عن فتاوی الجہال ۞ أوفی اللمعة في أذان یوم الجمعة ۞ سرور العید السعید في حل الدعاء بعد صلوة العید ۞ وشاح الجید

في تحليل معانقة العيد ۞بذل الجوائز على الدعاء بعد صلوة الجنائز ۞النهي الحاجز عن تكرار صلوة الجنائز ۞اهلاك الوهابيين على توهين قبور المسلمين۞جمل النور في نهي النساء عن زيارة القبور ۞أنوار البشارة في مسائل الحج والزيارة ۞النيرة الوضية شرح الجوهرة المضية مع حاشية الطرة الرضية ۞إزالة العار بحجر الكرائم عن كلاب النار ۞إعلام الأعلام بأن هندوستان دار الإسلام ۞ رد الرفضة ۞المبين ختم النبيين ۞الصافية الموحية لحكم جلود الأضحية ۞بركات الإمداد لأهل الإستمداد ۞لمعة الضحى في إعفاء اللحى ۞الأدلة الطاعنة في أذان الملاعنة ۞ عطايا القدير في حكم التصوير ۞الفضل الموهبي في معنى إذا صح الحديث فهو مذهبي ۞ تجلي اليقين بأن نبينا سيد المرسلين ۞شمول الإسلام لأصول الرسول الكرام ۞الأمن والعلى لناعتي المصطفى بدافع البلاء ۞الدولة المكية بالمادة الغيبية.

تحریر ایک نعمت ہے

تحریر ایک ایسی نعمت ہے جس کے ذریعے سے دین و سنت کا خوب کام کیا جا سکتا ہے، لکھنا اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ مرنے بعد بھی لکھی گئی تحریر کا فائدہ پہنچتا ہے، جس پر متعدد احادیث دلالت کرتی ہیں۔

لکھنے کے متعلق اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ(۴)عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ(۵)

جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

(القرآن الکریم، سورۃ العلق، الآیۃ:۵،۴)

مشہور مفسر قرآن علامہ ابو الحسن خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فيه تنبيه على فضل الكتابة لما فيها من المنافع العظيمة لأن بالكتابة ضبطت العلوم، ودونت الحكم وبِها عرفت أخبار الماضين، وأحوالهم وسيرهم ومقالاتِهم ولولا الكتابة ما استقام أمر الدين والدنيا .

اس آیت میں کتابت کی فضیلت پر تنبیہ ہے، کیوں کہ کتابت میں بڑے مَنافع اور فوائد ہیں، کتابت ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں، گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں، ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ

رہتے ہیں، اگر کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلم اللہ پاک کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اگر قلم نہ ہوتی تو دین قائم نہ رہتا، نہ ہی دنیا۔

(تفسیر الخازن، ج۴، ص۴۴۸، دار الکتب العلمیۃ)

علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس میں کتابت کی فضیلت بیان کی گئی ہے، مروی ہے کہ سیدنا سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے ایک عفریت (طاقتور جن) سے کلام کے بارے پوچھا کہ کلام کیا ہے؟ اس نے کہا: ریح لا یبقی. ایسی ہوا، جو قابو میں نہ آسکے ! فرمایا: اس کو قید کیسے کر سکتے ہیں؟ کہا لکھنے سے۔ مزید فرمایا: ان القلم ینوب عن اللسان. قلم زبان کا قائم مقام ہے۔

(تفسیر رازی، جزء۳۱، ص۷۱، دار الفکر بیروت)

نبی اکرم نور مجسم شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلاَّ مِنْ ثَلاَثَةٍ: إِلاَّ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.

ترجمہ: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے

مگر تین عمل؛ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا ایسا علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہے، تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (صحیح مسلم، ج۵، ص۷۳)

مذکورہ حدیث پاک کے لفظ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِهِ کے تحت علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جیسے تعلیم دینا اور تصنیف کرنا۔ امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تصنیف لمبے زمانے تک باقی رہنے کے لیے سب سے قوی ذریعہ ہے۔ (فیض القدیر، ج۱، ص۵۴۱، دار الکتب العلمیہ)

شارحِ مشکاۃ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عالم کا دینی وعظ زبانی تبلیغ ہے، دینی کتاب لکھ جانا قلمی تبلیغ کہ جب تک اس کتاب کا فیض جاری ہے اس کا ثواب باقی اور لوگوں کے سامنے اچھے اعمال کرنا برے اعمال سے بچنا عملی تبلیغ ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج۳، حدیث نمبر ۱۸۹۷)

لاتعداد لوگوں سے ملاقات

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے سب سے بہتر یہ سمجھا ہے کہ کتابیں لکھنا بالمشافہہ تعلیم دینے سے زیادہ نفع بخش ہے۔ میں عمر میں تو چند ہی طلبہ سے ملاقات کروں گا جب کہ میں کتابوں کی ذریعے اتنی مخلوق سے ملاقات

کر سکتا ہوں جس کا شمار نہیں ہے۔ لوگوں نے جتنا مشائخ سے استفادہ کیا ہے اس سے زیادہ لوگوں نے متقدمین کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔عالم کے لیے بہتر ہے کہ کتابیں لکھتا رہے۔ (صید الخاطر، ص:۲۴۱)

دوسرے مقام پر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انسان کی اولاد ہونی چاہیے جو اس کے بعد ذکر اللہ کرتی رہے اور اسے اجر ملتا رہے یا ایک کتاب تصنیف کر دے کہ عالم کی تصنیف ہمیشہ رہنے والی اولاد ہے اور دوسرے لوگ اس سے نقل کرتے رہتے ہیں اس طرح مصنف ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (کتابوں کے عاشق، صفحہ ۴۶ تا ۵۰)

معلوم ہوا کہ تصنیف تالیف ثوابِ جاریہ کا بہترین طریقہ، علوم و فنون کو قید کرنے کے لیے عمدہ جال اور لوگوں تک اپنی بات پہنچانے کے لیے زبان کے قائم مقام ہے۔

صنف اور تصنیف کا لغوی معنی

صنف کا معنی ہے: قسم، نوع، مرتبہ، درجہ اس کی جمع اصناف اور صنوف آتی ہے۔

صنف باب تفعیل سے بمعنی درخت کی مختلف قسمیں ہونا، درخت پر مختلف قسم کی شاخیں اور پتے نکلنا۔ اشیا سے متعلق ہو گا تو بمعنی: چیزوں کی

مختلف قسمیں بنانا اور اگر کتاب سے متعلق ہو تو بمعنی: کتاب تصنیف کرنا۔

لسان العرب میں تصنیف کا معنی یہ ہے:

تَمْيِيزُ الأَشياء بَعْضِهَا مِنْ بَعْضٍ. بعض چیزوں کو بعض دوسری اشیا سے ممتاز کرنا۔ جیسے کسی نے کہا: صَنَّفَ الشيءَ. اس کا معنی ہو گا؛ اس نے بعض چیزوں کو بعض دوسری چیزوں سے الگ کر دیا۔

(لسان العرب، ج۹، ص۱۹۸، دار صادر)

اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات میں تصنیف کا معنی اس طرح بیان کیا ہے: کتاب لکھنا، مضمون لکھنا، طبیعت سے کوئی بات نکالنا، ایجاد کرنا، بنانا ہوا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۶۲، اقراء بک ڈیپو)

تصنیف و تالیف کا اصطلاحی معنی

مولانا رضوان طاہر فریدی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں:

تصنیف سے مراد وہ کتاب ہوتی ہے جس میں موجود مواد نہ تو دیگر کتب سے اخذ کردہ ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کتب کی پیروی میں لکھا جاتا ہے بلکہ صاحب کتاب اپنے علم اور حاصل مطالعہ کو اس انداز میں صفحہ قرطاس پر منتقل کرتا ہے کہ اس میں نقل و تکرار نہیں ہوتی اور اس کتاب میں موجود استدلالات، اشارات، توضیحات

اور انداز کلام وغیرہ دیگر کتب میں نہیں ملتا یا پھر اس انداز اور فوائد پر مشتمل نہیں ہوتا جو اس کتاب میں موجود ہوتے ہیں، اور صاحب کتاب کو مصنف کہتے ہیں۔

تالیف اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں رائٹر دیگر کتب سے اخذ کردہ مواد کو حسن انداز اور ضرورت کے مطابق نقل کرتا ہے اور نقل کرنے والے کو "مؤلف" کہتے ہیں۔ جیسے امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس عطار قادری کی کتاب، فیضان سنت ہے۔

(قواعد التصنیف، ص۱۶،۱۵)

جب ہم اپنے اکابر علما کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی عمر کا ایک طویل حصہ تصنیف و تالیف میں گزار دیا، آج دنیا ان کی کتابوں سے استفادہ کر رہی ہے، یوں تو نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احادیث لکھنے کی اجازت عطا فرمائی تھی اسی وقت سے گویا تصنیف کا کام شروع ہو گیا تھا، اس کے علاوہ دیگر صحابہ نے بھی کتابی صورت میں احادیث کو جمع فرمایا جسے صحیفہ کہا جاتا تھا، ان کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور محدثین نے باقاعدہ تصنیف کا سلسلہ شروع فرمایا۔

شیخ نور الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ مناہج المحدثین میں اس پر کلام کرتے

ہوئے لکھتے ہیں: سب سے پہلے موضوعات پر ان تصانیف کا سلسلہ جاری ہوا جو جامع کے نام سے جانی جاتی ہیں، جیسے جامع ہشام بن حسان، جامع سفان ثوری، جامع معمر بن راشد وغیرہ، پھر مؤطا لکھنے کا، جن میں سب سے مشہور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی مؤطا ہے، پھر مصنفات کا سلسلہ شروع ہوا جس میں ائمہ محدثین احادیث مرفوعہ، موقوفہ اور مقطوعہ کا ذکر کرتے ہیں، مثلاً: مصنف وکیع بن جراح، مصنف عبد الرزاق، مصنف ابو بکر ابن ابی شیبہ وغیرہ کے بعد مسند لکھنے کا رواج بڑھا حتی کہ ایک وہ دور آیا کہ کوئی امام ایسا نہیں ہوتا تھا جنھوں نے مسند نہ لکھی ہو، اس طرح تصنیف کا سلسلہ بامِ عروج پر پہنچتا گیا۔

اسلام میں باقاعدہ تصنیف سب سے پہلے کس نے کی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حاجی خلیفہ مصطفی بن عبد اللہ (١٠٦٧ھ) لکھتے ہیں:

١۔ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج بصری (١٥٥ھ)

٢۔ ابو نضر سعید بن عروبہ (١٥٦ھ)

٣۔ ربیع بن صبیح (١٥٦ھ) پھر سفیان بن عیینہ، مالک بن انس، عبد اللہ بن وہب، معمر، عبد الرزاق یمنی، سفیان ثوری، محمد بن فضیل بن غزوان کوفی، حماد بن سلمہ، وغیرہ۔ (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج١، ص٣٤)

میں نے اپنے رسالہ "**لکھنا ضروری ہے**" (مطبوعہ صراط پبلیکیشنز)

میں خاص ان بزرگوں کا ذکر کیا ہے جن کو کثیر التصانیف کہا جاتا ہے، اور ان کی مختلف علوم فنون پر کتابیں ہیں، ماضی میں کثیر تصانیف لکھنے والوں میں سرِ فہرست نام مجتہد فی المذہب امام محمد بن حسن شیبانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ آپ نے مختلف علوم فنون میں ۹۹۰ کتابیں تصنیف فرمائیں، علامہ عبد الملک بن حبیب قرطبی نے ایک ہزار سے زیادہ کتابیں لکھیں، اگر چند سال پیچھے جائیں تو کثیر التصانیف بزرگوں میں ایک نام علامہ فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ۳۰۰۰، یا ۴۰۰۰ کتابیں تصنیف فرمائیں۔

رہی بات امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تو آپ بلند پایہ محقق اور میدان قلم کے عظیم شہسوار ہیں۔ جس فن میں لکھا ایسا لکھا کہ علما آپ کے قلم سے معرض وجود میں آنے والے تابندہ اور درخشاں نقوش کو پڑھ کر پکار اٹھے: آپ تو اس فن کے امام معلوم ہوتے ہیں۔ گویا کہ آپ کی ذات مبارک علوم لدنیہ و علوم کسبیہ کی حسین سنگم تھی، جس علم کے جس مسئلے پر قلم اٹھایا اس کی آخری حدوں کو چھو گئے، دلائل و براہین کی وافر مقدار، مسائل جدیدہ کی تحقیق کا انبار، فقہی جزئیات کا استحضار آپ کو ایک علمی و عبقری شخصیت کا مقام دلاتا ہوا نظر آتا ہے۔

تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو بہت کم ہی لوگ ایسے گزریں ہیں جو دینی علوم کے بحر زخّار سے سیر اب ہو کر دنیوی علوم حاصل کر کے اس میں بھی پایہ کمال کو پہنچے ہوں۔ اور اگر دونوں طرف توجہ رہی بھی تو درجہ کمال بہت کم افراد کو حاصل ہوا، لیکن اگر ہم امام ہر علم و فن امام اہل سنت نور اللہ مرقدہ کی ذات کو دیکھیں تو آپ کا نام ان حضرات کی فہرست پر چمکتا دمکتا نظر آتا ہے جنھوں نے دینی اور دنیوی علوم و فنون کے متعدد میدانوں میں اپنی خداد صلاحیتوں کے جوہر دکھائے ہیں۔ امام اہل سنت نے ہر میدان میں آفتاب علم و فضل کو جگ مگایا ہے، آپ وہ شخصیت ہیں جنھوں نے دینی علوم میں بھی اور دنیاوی علوم میں بھی تحقیق و تدقیق کے صرف پھول ہی نہیں کھلائے بلکہ پورے پورے گلشن آباد کیے ہیں۔ جن علوم میں آپ نے خامہ فرسائی کہ عوام تو عوام بڑے بڑے علما اسے دیکھ کر انگشت بدندہ رہ جاتے ہیں، علم کلام کو دیکھیں اس میں متعدد تصانیف، علم جفر کو دیکھیں متعدد تصانیف، علم فلسفہ کو دیکھیں اس میں متعدد تصانیف، علم فقہ کو دیکھیں اس میں متعدد تصانیف، علم حدیث کو دیکھیں اس میں متعدد تصانیف الغرض جس بھی فن پر آپ نے خامہ فرسائی کی اس فن میں یکتا نظر آئے۔ شاعر نے کہا:

اگلوں نے بھی لکھا ہے بہت دین پر مگر

جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

جس طرح امام اہل سنت مجدد اعظم، مفسر اعظم، فقیہ اعظم اور محدث اعظم ہیں اس طرح آپ مصنف اعظم بھی ہیں۔ ہم بہت سارے مصنفین کی سیرت پڑھتے ہیں جن میں نمایہ طور پر کچھ حضرات ہمارے سامنے ہوتے ہیں جنہوں نے کثیر تصانیف لکھیں، جن میں سر فہرست مجتہد فی المذہب امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام شمس الدین ذہبی، امام ابن حجر عسقلانی، ملا علی قاری، شیخ الہند علامہ عبد الحق محدث دہلوی اور آخر میں امام قوم وملت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام قابل ذکر ہے۔ یہاں دو بات ہے ایک کثیر التصانیف ہونا دوسرا تصنیف کا معیار بلند ہونا۔ امام اہل سنت ان دونوں اوصاف کے جامع تھے۔ جس فن پر بھی آپ نے قلم اٹھایا ایسی تحقیات عالیہ و تدقیقات غالیہ فرمائیں کہ آج تک علما حیران ہیں۔

تصانیفِ رضویہ کی تعداد

مصنفین نے کتابیں تو بہت تصنیف کیں مگر چند علوم و فنون میں۔ مثلاً امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ کی اکثر کتابیں جرح و تعدیل، طبقات رجال وغیرہ کے موضوعات پر ہیں۔ مگر امام اہل سنت کی بات کریں تو آپ نے ایک دو نہیں، چار پانچ موضوعات پر نہیں بلکہ ۱۰۵ علوم و فنون پر تصنیفات

فرمائیں۔ آج کے دور میں کوئی بھی ایک سے دو بہت زیادہ تین چار فن پر تحقیق کرتا ہے۔ مگر امام اہل سنت کو پڑھنے والا میری بات کی تائید کرے گا کہ امام اہل سنت کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سیکڑوں علوم و فنون پر ماسٹر کیا ہوا ہے اسی وجہ سے آپ نے ۱۰۵ سے زائد علوم و فنون میں تصانیف فرمائی۔

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصانیف کی تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے استاذ گرامی مفتی ہاشم عطاری مدنی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

خلیفہِ اعلی حضرت ملک العلما علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المجمل المعدّد لتالیفات المجدد" کے نام سے تصانیف رضویہ کی ایک فہرست تیار کی ہے اس فہرست مع ضمیمہ میں انہوں نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کی ٦۰۰ سو سے زائد کتب و رسائل کا ذکر کیا ہے۔

ڈاکٹر مسعود احمد مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقالہ محدث بریلوی میں لکھا ہے: "راقم بھی (تصانیف رضویہ کی) ایک فہرست مرتب کر رہا ہے جو ۸۵۰ تصانیف سے تجاوز کر چکی ہے، تصانیف و شروح کے علاوہ ان کے بہت سے مقالات، مکتوبات، منظومات، تعلیقات، توضیحات، ملفوظات تنقیدات، مکالمات اور مواعظ وغیرہ

بھی ہیں جن کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں۔

خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی مدظلہ العالی نے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی تعداد ۱۳۰۰ بتائی ہے۔

(فیضان امام اہلسنت، ص ۱۳۴، مکتبۃ المدینہ)

کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اتنی کم عمر میں کوئی اتنا زیادہ کیسے لکھ سکتا ہے؟ ذرا جائزہ لیں کہ اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں جب کہ وفات ۱۳۴۰ھ میں ہوئی، یعنی آپ نے ۶۸ سال عمر پائی۔ آپ نے پہلا فتویٰ ۱۳ سال میں لکھا تھا، اگر یہ مان لیں کہ امام اہل سنت نے ۱۳ سال کی عمر سے کتابیں لکھنی شروع کیں اور کل کتب کی تعداد ۱۰۰۰ ہے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر سال آپ کی تقریباً ۱۸ کتابیں منظر عام پر آتی تھی جب کہ آپ کی کئی کتابیں متعدد جلدوں میں بھی ہیں مثلاً جد الممتار، الدولۃ المکیہ وغیرہ۔

مولانا حنیف خان رضوی بریلوی لکھتے ہیں:

ماہرین رضویات کا کہنا ہے کہ فرد واحد نے اتنا بڑا کام کر دیا ہے کہ پوری ملت اس کو سمیٹ نہیں پا رہی ہے، جب کہ آج تک ان کی سیرت و سوانح اور تحقیقی کاموں پر لکھی جانے والی کتابوں اور مقالوں کی تعداد بجائے خود ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔

(آئینۂ رضویات، ص ۲۲۰، امام احمد رضا اکیڈمی)

سب سے پہلی کتاب

ملک العلماعلامہ ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عموماً علمائے کرام فارغ التحصیل ہونے کے بعد تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم کھتے ہیں مگر اعلیٰ حضرت نے طالب علمی ہی کے زمانے میں تصنیف فرمانا شروع کر دیا، آپ جس دن فارغ التحصیل ہوئے اس دن سے فتاویٰ دینا شروع کر دیا۔ پہلا فتویٰ جو لکھا ایسا صحیح و درست، مکمل و مدلل تھا کہ کے والد ماجد صاحب عش عش کر اٹھے اور یہ سلسلہ یوم وصال تک جاری رہا۔

(حیات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ ۱۱۸، امام احمد رضا اکیڈمی)

علامہ بدرالدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تصنیف کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے آٹھ برس کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی، اور خداداد علم کے زور کا یہ عالم تھا کہ اسی ننھی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح عربی زبان میں لکھ ڈالی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۹۴)

سخت علالت میں بھی تصنیفی کام

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بیماری کی شدت

میں بھی تصنیفی کام، اور فتویٰ نویسی کرتے تھے، جس کی کئی مثالیں فتاوی رضویہ میں موجود ہیں چناں چہ فتاوی رضویہ میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھ کر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا، میں نے وصیت نامہ لکھوادیا، بحمدہٖ تعالیٰ مولیٰ عزوجل نے شفا بخشی ولہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا، مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا کہ اس کا مثنیٰ یہاں نہیں، اب الحمد للہ مہینوں کے بعد مل گیا، زوال مرض کو مہینے گزرے مگر جو ضعف شدید اس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے۔ فرض ووتر اور صبح کی سنتیں بدقت کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں باقی سنتیں بیٹھ کر۔ مسجد میرے دروازے سے دس بارہ قدم ہے وہاں تک چار آدمی کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور لاتے، اور باقی امراض کہ کئی برس سے کاللازم ہیں بدستور ہیں، کبھی ترقی کبھی تنزل، والحمد للہ علیٰ کل حال واعوذ باللہ من حال اھل النار۔

یہ بطور شکایت نہیں بلکہ صرف معذرت کیے لیے اظہار واقعیت، اس کی وجہ کریم کو حمد ابدی ہے بعزتہ وجلالہ سر سے پاؤں تک

ایک ایک رونگٹے پر کروڑوں بے شمار نعمتیں ہیں لاکھوں بے حساب عافیتیں ہیں۔ ان حالات میں شدت گرما سے گھبرا کر رمضان شریف کرنے اور گرمیاں گزارنے ۲۹ شعبان سے یہاں پہاڑ پر آیا، طالب دعا ہوں، یہ کمزوری یہ قوت ضعف یہ علالتیں پھر میری تنہائی اور اس پر اعدائے دین کا چاروں طرف سے نرغہ، اسی کی پھر اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد ہے کہ برابر دفعِ اعداءِ دین و دشمنانِ اسلام میں وقت صرف ہوتا ہے، تقبل المولیٰ بکرمه وله الحمد علی نعمه۔ یہاں آکر بھی پانچ رسالے ردِ خبثاء میں تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیرِ تصنیف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۵، ص۵۱۵، ۵۱۴، لاہور)

- ایامِ علالت میں "المحجة الموتمنة فی آیات الممتحنة" اور "الطاری الداری لهفوات عبد الباری" تصنیف فرمایا۔
- اسی طرح مشہور و معروف واقعہ ہے جب امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ مکہ شریف پہنچے تو سخت بیمار پڑ گئے اسی حالت میں آپ سے علم غیب کے متعلق استفتا پیش ہوا۔ اعلیٰ حضرت نے بے مراجعت کتاب فقط آٹھ گھنٹے میں عربی زبان میں نہایت دلیل مفصل ایک مستقل کتاب مستطاب اس کے جواب میں تصنیف فرمائی اور اس کا تاریخی نام

"الدولة المكية بالمادة الغيبة" رکھا۔

(ملخصا، حیات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص ۱۸۰، امام احمد رضا اکیڈمی)

منہج و اسلوب امام اہل سنت در تصانیف بزبان خود

امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر حقیر غفرلہ المولی القدیر کو اپنی تمام تصانیف مناظرہ بلکہ اکثر اُن کے ماورا میں بھی جن کا عدد بعونہ تعالیٰ اس وقت تک ایک سو چالیس سے متجاوز ہے۔ ہمیشہ التزام رہا ہے کہ محل خاص نقل و استناد کے سوا محض جمع و تلفیق کلمات سابقین سے کم کام لیا جائے، حتی الوسع بحول و قوت ربانی اپنے ہی فائضات قلب کو جلوہ دیا جائے: ع

کہ حلوا چو یکبار خورند وبس

اگر اقامت دلائل یا ازاحت اقوال مخالف میں وہ امور مذکور بھی ہوتے ہیں کہ اور متکلمین فی المسئلہ ذکر کر گئے تو غالبًا وہ وہی واضحات متبادرہ الی الفہم ہیں کہ ذہن بے اعانت دیگرے اُن کی طرف سبقت کرے۔ انصافًا ان میں سابق و لاحق دونوں کا استحقاق یکساں مگر ازانجا کہ کلمات متقدمہ میں اُن کا ذکر نظر سے گزرا اپنی طرف نسبت نہیں کیا جاتا پھر ان میں بھی بعونہ تعالیٰ تلخیص و تہذیب و ترصیب و

تقریب و حذف زوائد و زیادت فوائد سے جدّت جگہ پائے گی اور کُچھ نہ ہو تو اِن شاء اللہ تعالٰی طرزِ بیان ہی احلی واوقع فی القلب نظر آئے گی اس وقت تو یہ اپنا بیان ہے جس سے بحمد اللہ تعالٰی تحدیث بنعمۃ اللہ عزّوجل مقصود والحمد للہ الغفور الودود، اہلِ حسد جس معنے پر چاہیں محمول کریں مگر اربابِ انصاف اگر تصانیف فقیر کو موازنہ فرمائیں گے بعونہٖ تعالٰی عیان موافق بیان پائیں گے بایں ہمہ اس اعتراف سے چارہ نہیں کہ الفضل للمتقدم خصوصًا علماے سلف رضی اللہ تعالٰی عنا باکرامھم وحشرنا فی زمرۃ خدامھم کہ جو کچھ ہے اُنہیں کی خدمت کلمات برکت آیات کا نتیجہ اور اُنہیں کی بارگاہ دولت کا حصہ رسد بٹتا ہوا صدقہ: ع

اے بادِ صبا! ایں ہمہ آوردہ تست

(فتاوٰی رضویہ، ج۵، ص ۱۶۴)

امام احمد رضا کی تصانیف کا مقام و مرتبہ

مصنّف اعظم نمبر ص ۱۳ پر ہے: پوری تاریخ تصنیف و تالیف میں امام احمد رضا قدس سرہ کے تصنیفی کارنامے کا مقام و مرتبہ متعین کرنا بہت مشکل کام ہے۔ ہم اپنے طور پر اتنا سمجھتے ہیں کہ کئی

جہتیں ایسی ہیں جن کے سبب امام احمد رضا کی تصنیفی خدمات اس فہرست میں صف اول میں شمار کیے جانے کے لائق ہیں۔ اس کی چند وجوہ ہیں:

(۱) کثرت تصانیف کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کی تصنیفات کی پہلی خصوصیت ان کے فنون کا تنوع ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے قوم کو مختلف زبانوں میں تصنیفات سے نوازا ہے، آپ کی اردو اور عربی زبان میں کتابیں بہت ہیں، اور فارسی میں بھی کئی رسالے ہیں۔ ہمیں پوری تاریخ اسلام میں امام احمد رضا قدس سرہ کے علاوہ کوئی سہ لسانی مصنف نہیں ملا۔

(۳) تیسری خصوصیت نزاعی امور میں لاجواب تصنیف دینا ہے۔

امام احمد رضا کی تحریر کی ایک خاصیت

امام احمد رضا بریلوی اپنی اکثر و بیشتر تصنیفات کے خطبوں میں اللہ تعالٰی کی حمد و ثنا اور درود شریف کے ساتھ ساتھ وہ مسئلہ بھی بیان فرمادیتے ہیں جسے بعد ازاں تفصیلی دلائل کے ساتھ بیان فرماتے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ اکثر رسائل و تصنیفات کا ایسا حسین نام تجویز فرماتے ہیں جس سے نہ صرف واضح طور پر موضوع کی نشاندہی ہوتی ہے بلکہ حروف ابجد کے حساب سے

سالِ تصنیف بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً:

- **بزرگوں کی تصویریں بنانے اور رکھنے کے متعلق سوال پر جواب کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الخالق الباري المصوّر، الذي صوّرنا فأحسن في هو صورنا وخلق وحده العالم فقيره وقطيره، وقضى بالعذاب أهل العقاب على الذين يضاهون خلق الله فيخلقوا ذرة أو ليخلقوا حبة أو يخلقوا شعيرة، والصلاة والسلام على من أتى بمحق الأوثان، وتوحيد الرحمن وحرم التصوير صغيرة وكبيرة وجعله كبيرة، وعلى اله وصحبه وابنه الأكرم الغوث الأعظم وسائر حزبه صلاة وسلاماً توازيان عزه وتوقيره، رب إني أعوذ بك من همزات الشيطين وأعوذ بك رب أن يحضرون .!

- **جب کسی شہر میں طاعون کی بیماری پھیل جائے تو اس شہر سے بھاگنا جائز نہیں، سوال پر جواب کے خطبہ میں ہی جواب دے دیا۔**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي حمده للنجاة من البلايا خير ماعون، وأفضل

الصلاة والسلام على من جعلت شهادة أمته في الطعن والطاعون، وعلى اله وصحبه الذين هم لأماناتهم وعهدهم راعون، فلا يفرون إذا لاقوا وهم في إعلاء كلمة الله ،ساعون، والله ورسوله طواعون، إلى المعروف داعون، وعن المنكر مناعون [وبعد:]

- **کسی کے مرنے پر دعوت کرنا شرعاً جائز نہیں کیوں کہ دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے نہ کہ غم کے موقع پر، خطبے میں ہی ضمناً جواب ارشاد فرمادیا۔**

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أرسل نبينا الرحيم الغفور، بالرفق والتيسير وأعدل الأمور، فسنّ الدعوة عند السُرُور دون الشُرُور، وبارك عليه وعلى اله الكرام وصحبه الصدور، [وبعد:]

- **حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سید المرسلین ہونے پر سوال ہوا جواب کے خطبہ میں ہی مختلف دلائل کے ذریعے جواب دے دیا۔**

الحمدلله الذى ارسل رسوله بالهدٰى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعٰلمين نذيرا والى اقوامهم خاصة ارسل المرسلون هوالذى

ارسل نبینا رحمة للعٰلمین فادخل تحت ذیل رحمة الانبیآء والمرسلین،والملٰئکة المقربین وخلق اللہ اجمعین،وجعله خاتم النبیین فنسخ الادیان ولا ینسخ له دین،وادخل فی امته جمیع المرسلین اذ اخذ اللہ میثاق النبیین،سبحٰن الذی اسرٰی بعبده لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الی السمٰوٰت العلٰی الی العرش الاعلٰی،ثم دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی،فاوحٰی الٰی عبده ما اوحٰی ماکذب الفؤاد مارأی افتمٰرونه علی مایرٰی ولقد راٰہ نزلة اُخرٰی،مازاغ البصروماطغٰی وان الٰی ربك المنتهی وان علیه النشأة الاخرٰی یوم لایجد ون شفیعًا الا المصطفٰی فله الفضل فی الاولٰی والاخرٰی،والغایة القصوٰی والوسیلة العظمٰی والشفاعة الکبرٰی والمقام المحمود والحوض المورود ومال لایحصٰی من الصفات العلٰی والدرجات العلیاء فصلی اللہ تعالٰی و سلم وبارك علیه وعلٰی اٰله وصحبه وکل منتم الیه دآئما ابدًاکما یحب ویرضٰی هو وربه العلی الاعلٰی -

- **نبی اکرم ﷺ کے دافع البلاء ہونے کے متعلق اعتراض پیش کرکے سوال کیا گیا، آپ نے خطبہ میں ہی جواب ارشاد فرمایا چناں چہ :**

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله على ما علّم وهدانا للذي أقوم، وسلك بنا النيل الأسلم، وصلى ربنا وبارك وسلَّم، على دافع البلاء والقحط والمرض والألم، سيدنا ومولنا ومالكنا وماوانا محمد مالك الأرض ورقاب الأمم، وعلى اله وصحبه أولى الفضل والفيض والعطاء والجود والكرم، أمين! [و بعد:] قال الفقير المستدفع البلاء من فضل نبيه العلي الأعلى صلى عليه الله تعالى عبد المصطفى أحمد رضا المحمدي السنّي الحنفى القادري البركاتي البريلوي، دفع نبيه عنه البلاء، فله النور ومنح والجلاء

الفاظ بہ رہے ہیں دلیلوں کی دھار پر
چلتا ہوا قلم ہے کہ دھارا رضا کا ہے

فتاوی رضویہ ضخیم سرمایہ

صرف فتاوی رضویہ کو دیکھیں کہ علم کا کیسا ٹھاٹے مرتا ہوا سمندر ہے، کسی ایک مفتی کے فتاویٰ کا مجموعہ اتنا مجلد میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

یوں تو امام اہل سنت نے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ تک لاکھوں فتوے

دیے ہوں گے لیکن افسوس! کہ سب نقل نہ کیے جاسکے، جو نقل کر لیے گئے تھے ان کا نام"العطایا النبویه في الفتاوی الرضویه"رکھا گیا۔ فتاوی رضویہ (مخرّجہ) کی ۳۰ جلد میں ہیں جن کے کل صفحات ۲۱۶۵۶، کل سوالات وجوابات: ۶۸۴۷ اور کل رسائل: ۲۰۶ ہیں۔ (فتاوی رضویہ مخرجہ ج ۳۰ ص ۱۰ رضا فاؤنڈیشن مرکز الاولیاء لاہور) قرآن وحدیث، فقہ، منطق اور کلام وغیرہ میں آپ کی وسعت نظری کا اندازہ آپ کے فتاوی کے مطالعے سے ہی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ آپ کے ہر فتوے میں دلائل کا سمندر موجزن ہے۔

استاذ گرامی تلمیذ حافظ ملت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی حفظہ اللہ نے فتاوی رضویہ پر اپنے ایک مضمون میں بڑی پیاری بات لکھی کہ فتاوی رضویہ کی عظمت واہمیت اور فقہ و فتاوی پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی مہارت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آج سے چار سو سال قبل اور اعلیٰ حضرت کے عہد سے تین سو سال قبل شہنشاہ ہند حضرت اورنگ زیب عالمگیر قدس سرہ نے اس وقت کے تقریباً سو جید علما و مفتیان کرام کی مدد سے فتاوی عالمگیری مرتب کرایا، جس کی کل چھ جلدیں ہیں اور پوری دنیا میں فقہ حنفی کے عظیم سرمایہ کی حیثیت سے متداول و مقبول بھی ہیں۔ یقیناً شہنشاہ ہند نے جن علما سے خدمت لی تھی، ان کو حسب حیثیت داد و دہش سے بھی نوازا

ہو گا لیکن فخر ہند، فقیہ اعظم، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تن تنہا فتاوی رضویہ جیسا عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا ۳۰ ضخیم جلدوں میں پیش کر دیا، نہ کسی نے نذرانہ دیا نہ اجرت، وہاں بادشاہ وقت مع علما ہے اور یہاں تنہا امام احمد رضا، بلکہ کسی نے بطور اجرت کچھ پیش کیا تو امام نے فرمایا: یہاں پیسہ لے کر فتویٰ نہیں لکھا جاتا۔ یہ ہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جن کے فتاوی رضویہ کی آج پوری دنیا میں دھوم مچی ہوئی ہے۔ (مصنف اعظم نمبر، ص ۳۵)

خلاصہ کلام یہ کہ امام اہلسنت نے اتنی کتابیں اس لیے لکھیں تاکہ لوگ پڑھیں نہ کہ تبرکاً لائبریری میں سجاکر رکھ دیں اور زیارت کرتے رہیں۔

سفر میں بھی تصنیفی کام جاری

اگر ہم اس دور کی بات کریں تو سفر پہلے کے مقابل قدرِ آسان ہو گیا ہے، مثلاً اگر فلائٹ اور ٹرین میں AC میں سفر کیا جائے تو ایک حد تک آسانی ہوتی ہے اور پڑھنے، لکھنے کا کام بھی دوارن سفر انجام دیا جاسکتا ہے، مگر امام اہل سنت کے دور میں نہ اس طرح کی ٹرینیں تھیں نہ فلائٹ اور سفر کافی مشکل گزار ہوا کرتا تھا پھر بھی آپ کی سیرت میں ملتا ہے کہ دوران سفر بھی تصنیفی کام جاری رکھتے تھے، چند رسائل کے متعلق تفصیلات ملاحظہ فرمائیں : جیسا کہ

ما قبل میں بیان ہوا کہ:

❖ امام احمد رضا نے مکہ مکرمہ میں "الدولۃ المکیہ" تصنیف فرمائی۔

❖ اسی طرح مکہ مکرمہ کے ایک عالم دین کی فرمائش پر "الجوھرۃ المضیۃ" کی شرح بنام "النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ" تصنیف فرمائی۔ اور اپنے وطن واپس آنے کے بعد اس پر تعلیق و تحشیہ بنام "الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ" لکھا۔

❖ مارہرہ مطہرہ میں سرکار نوری میاں کی فرمائش پر عربی خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا شجرہ لکھ دیا۔

❖ ۱۳۱۸ھ میں امام اہل سنت نے بہار کے شہر پٹنہ میں برجستہ عربی زبان میں قصیدہ "آمال الابرار لآلام الاشرار" نامی تحریر کیا۔

❖ دوسرے سفر حج کے دوران جب علماے مکہ نے کرنسی نوٹ کے تحقیق کر کے بھی مطلوبہ جزئیہ تک نہیں پہنچ سکے تو امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا جس پر آپ نے عربی میں "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تصنیف فرمایا۔ پھر بعد میں اس پر بھی کچھ اضافات فرمائے جس کا نام "كاسر السفيه الواهم في أبدال قرطاس الدراهم" رکھا۔

❖ اسی طرح جبل پور کے سفر کے بیچ رسالہ "الاستمداد علی اجیال

الارتداد" تصنیف کیا۔ (مصنف اعظم نمبر، ص۹۶)

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی کی ذات کو دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پوری زندگی جلوت و خلوت، سفر و حضر جس حال میں ہوں، آپ کا لمحہ لمحہ دین ومذہب، شریعت و سنت، قوم وملت، معیشت و معاشرت اور سماج و سیاست کی خدمات میں مصروف و منہمک نظر آتا ہے۔ ان میں ایک شعبہ تصنیف و تالیف ہے کا جس کے متعلق ہم یہاں کچھ گفتگو کریں گے۔

امام اہل سنت اور شرح نویسی

شرح: کسی کتاب کی شرح خواہ وہ کسی متن سے متعلق ہو توضیح و مطالب و تقریر کے لیے اصل متن سے زیادہ ضخامت اور حجم کی خواہاں ہوتی ہے کہ شرح نگاری سے شارح کا یہی مقصود ہوتا ہے کہ ان مباحث و مطالب کو جو صاحب متن (یاماتن) نے پیش کیے ہیں واضح سے واضح تر صورت میں پیش کرے اور جن نکات کو ماتن نے پیش نہیں کیا ہے اور جن مضمرات کی وضاحت نہیں کی ہے ان کی وضاحت پیش کرے۔ اگر متن میں اغلاط ہیں تو شارح ان کے وضاحت کرے، حدیث شریف کے اکثر مجموعوں کی شروح لکھی گئی ہیں اور اپنی وضاحت و تعبیرات و مسائل فقہیہ و شرعیہ کے مستقل ہونے کے باعث ہر ایک شرح اس کے متن سے زیادہ ضخیم ہے۔ حدیث کے

متعدد طرق جو شارح کی نگاہ میں ہوتے ہیں وہ ان کو پیش کرتا ہے، حدیث کے راویوں پر بحث کرتا ہے، حدیث کے حسن، غریب یا دیگر اقسام پر بحث کی جاتی ہے۔ اگر صاحب متن سے اس سلسلہ میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کو استدلال وبرہان کے ساتھ بیان کرتا ہے، جن فقہی مسائل کا اس حدیث سے استخراج ہو سکتا ہے ان کو مستنبط کرتا ہے۔ اگر کسی مذہب کی وہ حدیث مؤید ہوتی ہے یا اگر کسی مسلک پر اس سے جرح ہو سکتی ہے تو اس کی تعدیل یا جرح کرتا ہے۔ رواۃ حدیث کا بھی شارح تعارف کراتا ہے۔ حدیث کی شانِ ورود شارح بیان کرتا ہے۔ اگر دوسرے شارحین بھی اس کے موجود ہیں تو ان کے اقوال بھی پیش کرتا ہے۔ لغاتِ حدیث اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے۔ معانی اور بیان کے مسائل پیش کیے جاتے ہیں صرفی اور نحوی نکات زیر بحث آتے ہیں۔ ایسا ہی حال کتب فقہ کی شروح کا ہے۔

امام اہل سنت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی کتابوں کی شرح لکھی ہے، چند کے نام درج ذیل ہیں:

- ❖ شرح نخبة الفكر
- ❖ مجير معظم شرح قصيده اكسير اعظم
- ❖ شرح هداية النحو
- ❖ النيرة الوضية شرح الجوهرة المضية

امام اہل سنت کی حاشیہ و تعلیقات نگاری

مشہور مصنّف علامہ حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

روزانہ کئی کام ہوتے ہیں، علم حاصل کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ ہر وقت اپنے ساتھ روشنائی (قلم) رکھے جو بھی فائدہ مند بات سنے اس کو لکھ لے۔ علم ایک شکار ہے اور اسے لکھ لینا قید ہے۔ مناسب ہے کہ جو لکھا ہے اس کو قید کرلے، کیوں کہ علم وہ ہے جو سینہ میں محفوظ ہے، نہ کہ وہ جو دفتروں میں لکھا ہوا ہے۔ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ جب بھول جائے تو اس کی دہرائی کرلے۔

(کشف الظنون، ج ۱، ص ۴۸)

تعلیقات نگاری: تعلیقات یا تعلیقات نگاری سے مراد کسی متن کی ایسی صراحتیں ہیں جو تفصیل و تصریح کے سلسلہ میں شرح کی تو محتاج نہیں کہ اس صورت میں اس متن کے لیے شرح کی ضرورت ہوتی اور تعلیقات سے مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ تعلیقات نگاری میں متن کے کسی نکتہ کے سلسلہ میں کوئی ایسی وضاحت مقصود ہوتی ہے جو صاحب متن نے ترک کردی تھی۔ یا کسی اس مسئلہ کے سلسلہ میں جو صاحب متن نے بیان کیا ہے مزید دلائل و براہین پیش کرنے مقصود ہوتے ہیں، یا متن سے کسی مسئلہ کا استخراج کیا جاتا

ہے تو ایسی صورت میں تعلیقات نگار ذیل متن میں یا متن کے حاشیہ پر اس کو بیان کر دیتا ہے یا کسی اختلافی دلیل کو ماتن کے مقابلہ میں پیش کرتا ہے اور ماتن کا تعقب کرتا ہے یا تعارض۔

تعلیقات عموماً متن کے ذیل میں نگارش کی جاتی ہے، البتہ حاشیہ پر اس وقت تعلیقات کو ترقیم کرتے ہیں جب کہ متن پر حواشی کی نگارش مقصود و مطلوب نہیں ہوتی۔

شرح اور تعلیق کا خاص فرق یہ ہے کہ شرح میں متن کی سطر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاتا، تمام و کمال متن کی تشریح و توضیح کی جاتی ہے اور تعلیقات میں یہ ضروری دکھاتا ہے، اور اس کی غلطی سے آگاہ کرتا ہے۔ اس منزل پر محشی کا تبحر علمی ماتن سے بمراحل آگے بڑھ جاتا ہے۔ اسلاف پرستی یا شہرت بزرگی یا طنطنۂ عظمت و سربلندی کردہ اپنی راہ میں حائل نہیں ہونے دیتا۔

کتاب پر حاشیہ لکھنا یا تعلیقات پیش کرنا یا کسی کتاب کی شرح لکھنا خواہ اس کا موضوع کچھ ہو وہ حدیث کی کتاب ہو یا فقہ کی، اصول حدیث کی ہو یا اصول فقہ کی، وہ تفسیر ہو یا کسی کتاب کی شرح، اس پر حاشیہ نگاری اسی وقت ممکن ہے کہ محشّی کم از کم اتنا صاحب بصیرت ہو، اور اس کی نگاہ اتنی ہی تیز رو

اور دور رس ہو، جو صاحب تصنیف کا وصف رہا ہے، اور اگر حاشیہ میں صاحب متن کا حاشیہ نگار نے تعقب کیا ہے یا تخطیہ یا اس کی سہو و نسیاں کی نشاندہی کی ہے تو انصاف شرط ہے۔ آپ ہی بتائیں کہ محشی کے علم کی حدود کیا ہونی چاہیں؟ صاحب متن سے کم علم رکھنے والا کیا ماتن کے سہو و نسیان کی نشاندہی کر سکے گا یا اس کی غلطی یا سہو و نسیان سے اس کو آگاہ کر سکے گا؟ حاشیہ نگار حضرات میں ایسے ایسے صاحبان فضل و کمال ہیں کہ عقل و آگہی ان کے سامنے سرِ عقیدت جھکاتی ہے۔ تاریخ ان کی نشاندہی پر نازاں ہے۔ اور علم و فضل کے طرہ ہائے شان ان کے سروں پر نازاں ہیں۔

ان سب حضرات نے اپنے اسلاف کرام کا بھرپور احترام کیا ہے اور ان بزرگوں کی عقیدت کیشی پر نازاں ہیں، لیکن جب بات حاشیہ نگاری کی ہے تو علم و کمال کے تقاضوں کو پورا کیا ہے، اور ارادت و عقیدت کو ان تقاضوں کی ادائیگی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دیا ہے۔

اسی طرح امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے اس راہ میں قدم رکھا تو باوجود یہ کہ ان اسلاف ذوی الاحترام کے لوازم اعزاز و احترام قدم قدم پر انہوں نے پورے کیے ہیں، لیکن جہاں بات حق گوئی و حق نگاری کی آپڑی ہے وہاں انہوں نے اس کے بیان کرنے میں کوئی جھجک پیدا نہیں ہونے دی، اور جو کچھ

کہا ہے اس میں ادب ملحوظ رکھا ہے، اور اس طرح کہا کہ اپنے اختلاف کو فاضلین فن کے اقوال سے اور اس فن کی کتب کے حوالوں سے مبرہن کیا ہے۔ عقلی و نقلی دلائل سے اپنے قول کا استدلال پیش کیا۔ آپ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا قدس سرہ نے حاشیہ نگاری میں صرف اعتراضات کو اپنا نصب العین بنایا ہے۔ جی ایسا نہیں ہے۔ آپ حاشیہ نگاری میں کہیں قول ماتن کی تصریح فرماتے ہیں۔ جہاں قول ماتن کو شواہد و دلائل سے مستحکم و مبرہن کرنا ضروری سمجھتے ہیں تو اس کے مطابق دلائل پیش کرتے ہیں۔ تعقب صرف اس جگہ فرماتے ہیں جہاں ماتن نے خطا کی ہے، اور آپ اس کی نشاندہی اکثر لفظ صواب سے فرماتے ہیں تاکہ ادب کی قدروں پر حرف نہ آئے۔

حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی ضیائیں کس درجہ عالم افروز ہیں اور آپ نے کیسے تاریک گوشوں کو روشن کیا ہے اور زروہ ہائے فقہ اور اصول فقہ کو کس طرح روشن فرمایا ہے اور آپ کے تبحر علمی نے کیسی کیسی نکتہ آفرینیاں علوم دینی میں فرمائی ہیں، اور اکابر محدثین وفقہاء کے متون کی کس طرح تنقیح اور توضیح کی ہے، اور آپ کی فکر رسا نے کن اچھوتے نکات کو منقّح کیا ہے اور آپ کی نگاہ علمی نے کیسی کیسی گرانمایہ کتب کا جائزہ لیا ہے۔ حدیث و

فقہ، اصول حدیث، اصول فقہ، ان کی شروح اور ان کے حواشی تک آپ کی دسترس تھی۔

بارہ سو سال کی مدت میں جو کتاب علوم اسلامیہ پر تصنیف ہوئیں خواہ وہ علوم نقلیہ سے ہوں یا علوم عقلیہ سے، وہ کتب تاریخ ہوں یا کتب طبقات، کتب جدل و خلاف ہوں یا کتب حکمت و منطق ہوں ہر ایک پر آپ کی نظر اس قدر گہری تھی کہ محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کتاب آپ کے مطالعہ میں عرصہ تک رہی ہے۔

آپ اپنے حواشی میں جب ماتن کا تعقّب کرتے ہیں یا راہ صواب دکھاتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ آپ کا تبحر علمی حقیقت میں ایک بحر ناپیدا کنار تھا۔ مزید تفصیل دیکھیں: امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری۔

(امام احمد رضا کی حاشیہ نگاری، ص۷۳تا۴۴، ادارہ تحقیقات امام احمد رجا کراچی)

بلا شبہہ امام اہل سنت روز مرہ زندگی میں فراغت نام کو بھی نہیں تھی، لہٰذا آپ کا حواشی و تعلیقات لکھنے کا انداز بھی عمومی نہیں تھا کہ خاص اسی ارادے سے کثیر کتب کو سامنے رکھ کر حواشی لکھتے بلکہ کسی بھی کتاب کے مطالعہ کے دوران اس وقت آپ کے دل و دماغ میں جو بات آتی وہ آپ اپنے اس ذاتی نسخہ کے اطراف میں لکھ دیتے تھے جسے بعد میں قاضی عبد الرحیم

بستوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر نے نقل اور تبییض کیا۔

امام اہل سنت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے بلا مبالغہ سیکڑوں کتاب پر گراں قدر حواشی اور تعلیقات لکھی ہیں، ان کی ایک طویل فہرست ہے، تفصیل کے لیے علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی حفظہ اللہ کا رسالہ "المصنفات الرضویۃ" دیکھیں۔ چند حواشی و تعلیقات کے نام یہ ہیں:

حاشية تفسير بيضاوى	حاشية تفسير خازن
حاشية صحاحِ ستّہ	حاشية مسند امام اعظم
حاشية عمدة القارى	حاشية تقريب التهذيب
حاشية بحر الرائق	جد الممتار حاشية رد المحتار
حاشية تبيين الحقائق	حاشية الطحطاوى على الدر
حاشية مسلم الثبوت	التعليقات على الهداية و شروحها
التعليقات على الهندية	التعليقات على الزيج الايلخانى

امام اہلسنت کی تقریظ نگاری

تقریظ: عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا اصل "قرظ" ہے۔ جس کے لغوی معنی کسی شخص یا اُس کے کلمات یا اس کی تحریر کی تعریف یا خدمت کرنے کے ہیں۔

نثری ادب کی اصطلاح میں کسی کی تصنیف کی خصوصیات پر تحریری اظہارِ رائے کو تقریظ کہتے ہیں۔ یہ ہمیشہ اصل مقالہ یا کتاب

کے شروع میں بطور افتتاحیہ ہوتی ہے۔ اردو میں تقریظ کے دیگر متبادل الفاظ یہ ہیں: دیباچہ، پیش لفظ، تمہیدی کلمات، مقدمہ کتاب وغیرہ۔ یعنی: وہ کلمات جو کسی مبحث سے قبل بطور تعارف لکھے گئے ہوں اور جس کے مطالعہ کے بعد قاری مصنف، موضوع کتاب اور اس کے حسن و قبح سے اجمالاً اصل کتاب کے مطالعہ سے قبل ہی واقف ہو جاتا ہے۔

ایک وسیع معنی میں تقریظ؛ کسی تصنیف و تالیف یا اس کے مصنف کے اسلوب تحریر طرز نگارش اور اسلوب تحقیق پر بھرپور تبصرہ یا نقد و نظر کو بھی کہتے ہیں۔ (تقاریظ امام احمد رضا، ص ۱۳)

مولانا منشا تابش قصوری لکھتے ہیں:

جن تصانیف پر امام اہل سنت (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے قلم حقیقت رقم سے تقاریظ کا جمال بخشا، وہ عمومی سطح کے مولوی یا عالم نہیں تھے بل کہ برِّاعظم ایشیا میں ان کے علوم و کمالات کا سورج بھی نصف النہار پر چمک رہا تھا، وہ اپنے اپنے علاقے تک محدود نہیں تھے ان کے علم کا دائرہ آفاق کو چھو رہا تھا، باوجود وہ حضرات ہر فن میں شیوخ کے مراتب پر فائز تھے بایں ہمہ مجدّد وقت امام اہل سنت رحمۃ اللہ

علیہ کے خوشہ ہونے کا یوں اعتراف کیا کہ اپنی اپنی تصانیف و تالیف کو
اس وقت تک کامل وقت و مکمل نہ سمجھا جب تک اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تائید و توثیق نہ فرمائی، اور یوں بھی نہیں کہ ادھر
کسی صاحب قلم نے اپنی تصنیف و تالیف آپ کی خدمت میں تقریظ
کے لیے پیش کی تو آپ کا فوراً قلم حرکت میں آگیا ہو، آپ نے اس
وقت تک قلم کو ہاتھ نہ لگایا جب تک وہ پوری کتاب آپ نے از خود
مطالعہ یا مصنف کی زبانی سن نہ لی ہو۔

اس کی مثال حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمہ اللہ
ہیں جو اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کی تقریظ کے لیے بنفس نفیس
بریلی شریف آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ
میری کتاب کو اپنی تقریظ سے مزیّن فرمائیں!

آپ نے فرمایا: آپ میرے پاس رہیں، گاہے گاہے اپنی کتاب کو
سناتے رہیں، جب مکمل سن لوں گا، تو تقریظ قلم بند ہو گی۔

چناں چہ قاضی صاحب مرحوم ایک ماہ تک آپ کی خدمت
میں رہے اور کتاب مکمل سنائی، جب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے
تقریظ سے نواز اور پھر تقریظ میں ایسے لعل و جواہر بکھیرے جو زیارت

کے قابل ہیں۔ (تقاریظ امام احمد رضا، ص ۳۷)

یہ حقیقت ارباب علم و دانش پر عیاں ہے کہ تقریظ نگاری یقیناً ایک مشکل فن ہے۔ لیکن امام احمد رضا بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اس فن میں بھی موج دریا پر نظر آتے ہیں۔ مولانا شکیل احمد قریشی اعظمی تقریظ نگاری کی مشکلات اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظات کے بارے میں ہوں خامہ فرسا ہیں:

کسی بھی کتاب پر تقریر کا لکھنا اتنا آسان نہیں جتنا کہ آج کل لوگ تصور کرتے ہیں۔ اس لیے کہ تصدیق و نظر ثانی اور پھر تقریظ بڑا ہی مشکل امر ہے۔ اس لیے کہ صاحب کتاب کے احوال کا علم ہونا ضروری ہے ورنہ پھر تصدیق پر مہر ثبت کیسے ہو گی، اور پھر صاحب کتاب سے کہیں زیادہ تقریظ و نظر ثانی کرنے والے کا بھی صاحب علم و فضل ہونا ضروری ہے، جب ہی تو وہ کتاب کی ہر سطر و قیل و قال سوال و جواب، عقائد و نظریات، فضائل و مسائل کی صحیح ترجمانی فرمائے گا۔ اس لیے تقریظ و تصدیق کے بعد کتاب کامل واکمل تسلیم کی جاتی ہے۔ اس لیے ہر چھوٹا اپنے بڑے کے پاس کتاب دکھانے کے لیے جاتا ہے تا کہ جو کتاب میں کوتاہی و کمی بیشی رہ گئی ہو، وہ حضرت

کے دم قدم سے پوری ہو جائے۔ اس تناظر میں جب ہم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی عملی زندگی دیکھتے ہیں تو ہزار ہا مصروفیات کے باوجود اس سلسلے میں چھوٹوں پر شفقت فرماتے اور صاحب کتاب کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے۔ یقیناً جن کتابوں پر امام احمد رضا (رحمۃ اللہ علیہ) کی نگاہ کرم ہو جائے اور ساتھ ہی تقریظ کے ساتھ مہر ثبت ہو جائے وہ کتاب ہی لاثانی ہے۔

ایسی کتاب جس کی اشاعت عامہ المسلمین کے لیے مفید نہ ہوتی اس پر تقریر نہ لکھتے۔ (تقاریظ امام احمد رضا، ص ۴۹)

مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری نے بنام ''تقاریظ امام احمد رضا'' کتاب لکھی جس میں ۵۰ ایسی کتابوں کا ذکر فرمایا جن پر امام اہل سنت نے تقریظ لکھی، ساتھ میں ان تقاریظ کو بھی ذکر فرمایا ہے، تفصیل کے لیے کتاب دیکھیں! جن کتابوں پر امام اہل سنت نے تقریظ لکھی ان میں سے چند کے نام:

- اجلال الیقین: مولانا برہان الحق جبل پوری
- انوار آفتاب صداقت: مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی
- المعتقد المنتقد: مولانا فضل رسول بدایونی
- انوار الشروق: شیخ محمد علی مکی مالکی

❖ بَہار شریعت: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی۔

کئی تصانیفِ رضا ضائع ہو گئیں

امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی کئی تصانیف محفوظ نہ رہ سکیں اور ضائع ہو گئی۔ جن کا اب تک علم نہ ہو سکا۔ یہ ہمارے لیے بڑے افسوس کی بات ہے کہ علم کے اس بہر بیکراں کی کئی تصانیف ضائع ہو گئیں اگر وہ آج موجود ہوتی تو شاید اپنے موضوع پر منفرد اور جامع کتاب ہوتیں جیسے امام اہلسنت نے صحابی نبی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل پر چار رسائل تصنیف فرمائے مگر وہ چاروں رسائل حاصل نہ ہو سکے۔ رسائل کے نام یہ ہیں:

*البشری العاجلہ من تحف اجلہ *الاحادیث الراویہ لمدح الامیر المعاویہ *عرش الاعزاز والاکرام لاول ملوك الاسلام *ذب الاھواء الواھیہ فی باب الامیر معاویہ

اسی طرح طبقات حدیث پر آپ کا رسالہ مدارج طبقات الحدیث ۱۳۱۳ھ بھی ضائع ہو گیا۔

علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی لکھتے ہیں: مجموعۂ رسائل "البارقۃ الشارقۃ" کے نام سے تیار ہوا تھا، جس میں کلام و عقائد کے موضوع پر متعدد رسائل تھے، جو بالکل غائب ہیں، آج تک اس مجموعے کا کچھ پتہ نہیں۔ چوں

کہ یہ مجموعۂ رسائل بد مذہبوں کے ردّ کے لیے خاص تھا، اس لیے ممکن ہے کہ مخالفین نے چابکدستی و فریب دہی سے اس کو غائب کر دیا ہو۔ مخالفین و معاندین نے جو کیا وہ تو علیٰحدہ ہے، خود بعض قریبی لوگوں کی غفلت یا حوادث کی وجہ سے بھی اعلیٰ حضرت کی بہت سی قیمتی تصانیف ضائع ہو گئیں۔

راقم الحروف (علامہ نعمانی) سے ایک بزرگ نے فرمایا: مزار اعلیٰ حضرت کے سامنے مسجد رضا سے مغرب والا مکان منہدم ہو گیا تھا جس میں بہت سے مخطوطات اور کتب ضائع ہو گئیں۔ بہت ساری کتابیں سرقہ کی نذر ہو گئیں۔ بعض نااہلوں نے بہت سی کتابوں کو ردی سمجھ کر ضائع کر دیا۔ بہت سی کتابیں بعض لوگ شائع کرنے کی غرض سے لے گئے۔ پھر نہ انہیں شائع کیا نہ واپس۔ ہنگامہ تقسیم ہند کی وجہ سے پورے ملک میں جو افرا تفری مچی تھی ظاہر ہے اس سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا خاندان بھی یقیناً متاثر ہوا۔ اور ایسے موقع پر بھی کچھ کتابیں ضائع ہوئی ہوں گی۔ اس لیے یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کل کتنی کتابیں تصنیف کیں۔

(تصنیفات امام احمد رضا، ص ۱۱، ۱۲)

تصانیفِ امام اہل سنت

امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی

فہرست باعتبار علوم تلمیذ حافظ ملت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی نے مرتب فرمائی ہے۔ جس میں آپ نے ۵۱ علوم و فنون پر مشتمل تصانیف رضا کا نام باعتبار علوم شمار کروایا، سن تصنیف، مطبع / ناشر، موضوع کو نمایا طور پر بیان فرمایا جب کہ مقدمہ میں تصانیف رضا پر ایک جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ مذکورہ کتاب کا نام ''تصانیفِ امام احمد رضا'' ہے اس سے چند اقتباسات ملاحظہ کریں

۱۔ تفسیر: ۱۵، ۲۔ اصول تفسیر: ۱، ۳۔ حدیث: ۳۶،۴۔ اسانید حدیث : ۵، ۳۔ اصول حدیث : ۲، ۶۔ تخریج احادیث : ۴، ۷۔ جرح و تعدیل : ۲، ۸۔ اسماء الرجال: ۷، ۹۔ لغت حدیث: ۱، ۱۰۔ فقہ: ۲۵۳، ۱۱۔ اصول فقہ: ۶، ۱۲۔ رسم المفتی ، ۳، ۱۳۔ فرائض : ۴، ۱۴۔ تجوید : ۴، ۱۵۔ عقائد و کلام : ۱۲۴، ۱۵۔ مناظرہ : ۷، ۱۶۔ فضائل و سیرت : ۲۳، ۱۷۔ مناقب : ۱۱، ۱۸۔ تاریخ: ۳، ۱۹۔ تصوف: ۱۲، ۲۰۔ سلوک: ۲، ۲۱۔ اذکار: ۸، ۲۲۔ اخلاق: ۳، ۲۴، ۲۳۔ نصائح و مواعظ : ۵، ۲۵۔ ملفوظات : ۲، ۲۶۔ مکتوبات : ۴، ۲۷۔ خطبات : ۲، ۲۸۔ ادب : ۲۲، ۳۰، ۲۹۔ نحو و صرف : ۳، ۳۱۔ لغت : ۳، ۳۴، ۳۳، ۳۲۔ عروض و تعبیر ، اوفاق : ۳، ۳۵۔ تکسیر : ۴، ۳۶۔ جفر : ۸، ۳۷۔ توقیت : ۱۸، ۳۸۔ لوگارثم : ۲، ۳۹۔ زیجات : ۹، ۴۰۔ ھندسہ : ۵، ۴۱۔ حساب : ۴، ۴۲۔ ریاضی : ۶، ۴۳۔ علم مثلث : ۴، ۴۴۔ ہیئت : ۱۶،

۴۵۔ نجوم: ۵، ۴۷،۴۶۔ جبر و مقابلہ: ۴۸،۳۔۴۹۔ ارثما طیقی، منطق: ۳، ۵۰۔ فلسفہ: ۶، ۵۱۔ شتی: ۵۔

جو اس نے لکھ دیا ہے سند ہے وہ دین میں
اہل قلم کی آبرو، نقطہ رضا کا ہے

اس موضوع پر تفصیلی معلومات کے لیے مصنف اعظم نمبر، ترتیب: مولانا فیضان المصطفی قادری، مولانا طارق انور مصباحی، کا مطالعہ کریں۔

تصانیفِ رضا کے مطالعہ کی اہمیت

اپنے اندر قابلیت و صلاحیت، گہرائی و گیرائی پیدا کرنے کا بہترین طریقہ کتبِ امام کا مطالعہ ہے، جس پہلو سے ان کی کتب کا مطالعہ کیا جائے نفع مندہی ثابت ہوں، ان میں تحقیقی پہلو بھی ہے، اصلاحی و تبلیغی انداز بھی، کہیں تعمیر سازی تو کہیں مناظرانہ اسلوب، کسی مقام پر بالکل مختصر اور سہل زبان میں مدعی کا اثبات الحاصل کتبِ امام سیکڑوں خوبیوں کا حسین سنگم ہیں۔

خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

اعلی حضرت قدس سرہ کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے کہ حقیقی علم ان کتابوں سے آپ کو حاصل ہو گا اور ساتھ ساتھ طرز تحقیق، طرز بیان، طرز گفتگو بھی معلوم ہو گا، جو چیزیں آپ کو بہت سی کتابوں میں نہیں

ملیں گی وہ آپ کو اعلیٰ حضرت کے رسائل میں ملیں گی اور میں نے بارہا یہ سیمیناروں میں، مجمعوں میں کہا ہے اور نجی مجلسوں میں بھی کہ بر صغیر کے ماحول میں اعلیٰ حضرت کے رسائل کے مطالعے کے بغیر کوئی شخص کما حقہ عالم نہیں ہو سکتا۔ یہاں ہم نصاب کی تکمیل کرنے والے کو سند جاری کر دیتے ہیں عالم فاضل اس کو بتا دیتے ہیں، لیکن جس قدر وہ اعلیٰ حضرت کی کتابوں سے دور ہو گا، اسی قدر اس کے اندر سطحیت زیادہ ہو گی اور جس قدر وہ کتب اعلیٰ حضرت کو گہرائی اور گیرائی سے دیکھے گا اسی قدر اس کے اندر ژرف نگاہی اور تعمیق پیدا ہو گا اور اسی قدر اس کے علم میں جلا آئے گی۔

آپ خود اس کا مطالعہ کر کے تجربہ کر سکتے ہیں اور اس کا مطالعہ کرنا اور تجربہ کرنا ضروری بھی ہے، کہتے ہیں: جب تک اونٹ نے پہاڑ نہیں دیکھا ہے تب تک وہ سمجھتا ہے کہ اس سے بڑا کوئی نہیں ہے، اور جب پہاڑ کے سامنے آتا ہے تب اس کو اپنی بساط معلوم ہوتی ہے۔ تو اپنی بساط اور حقیقت معلوم کرنے کے لیے بھی ہم اس جبل شامخ کی کتابوں کا مطالعہ کریں، اس سے استفادہ بھی کریں۔ انتھی .

ہند و پاک کے مشہور دانشور اور مفکر مولانا کوثر نیازی اپنے

ایک خطاب میں فرماتے ہیں: قرطاس و قلم سے میرا تعلق دو چار سال ہی کی بات نہیں، نصف صدی کی بات ہے۔ اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہل علم و قلم، مشائخ و علما کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقع ملا اور ان کے درس میں شریک رہا۔ اور اپنی بساط کے مطابق فیض حاصل کرتا رہا۔ زندگی میں میں نے اتنی روٹیاں نہیں کھائی ہیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں وہ سب مطالعہ سے گزری ہیں۔ ان سب کے مطالعہ کے دوران امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نظر سے نہیں گزری تھیں۔ اور مجھے محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پالیا ہے اور علم کا سمندر پار کرلیا ہے۔ علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کرلی ہے۔ مگر جب امام اہل سنت کی کتابیں مطالعہ کیں اور ان کے دروازے پر دستک دی۔ اور فیض یاب ہوا تو اپنے جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں لگا کہ ابھی تو میں علم کے سمندر کے کنارے کھڑا صرف سیپیاں چن رہا تھا۔ علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا مطالعہ کرتا ہوں عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام احمد رضا حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہیں، جسے اللہ نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت ایسی نہیں کہ جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو۔ اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو۔ یقیناً آپ سرکار دو عالم ﷺ کے علوم کے صحیح جانشین تھے جن سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔ (مصنف اعظم نمبر، ص۹۲۶)

عمران رضا عطاری مدنی کی تالیفات

فاضل جامعۃ المدینہ نیپال، اقامت "بنارس" / شعبہ اختصاص فی الحدیث

تذکرۃ المصنفین	مشاجراتِ صحابہ اور نظریۂ اہل سنت
اختیاراتِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم	اختیارات مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم رومن اردو
حلیۂ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم	شہرِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم
حقوقِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم	مصنفینِ صحاحِ ستہ
قیامت کا دن	لکھنا ضروری ہے
مصنف بننے کی قیمت	امام احمد رضا بحیثیتِ مصنف اعظم
امام احمد رضا کے مختصر جوابات	امام احمد رضا کا عشق مدینہ
رضا کی زباں تمھارے لیے	خود کشی: اسباب و تدراک
کیا بتاؤں کہ کیا مدینہ ہے	شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر
ترجمہ: حسن الظن باللہ	فیضان تاج الشریعہ
نصاب علمِ حدیث	نصاب علمِ رجالِ حدیث
قواعد جرح وتعدیل	
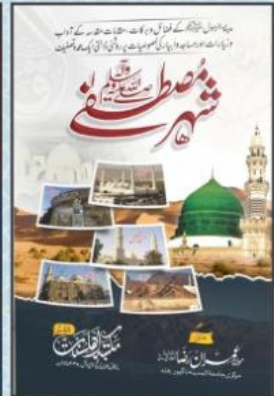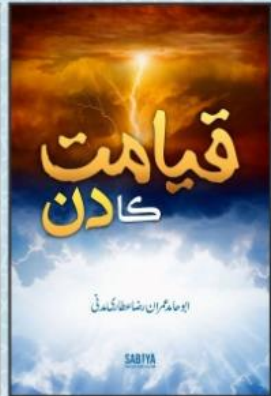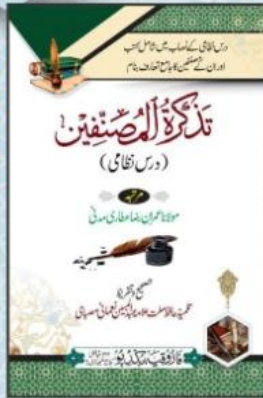
PUBLISHER

MAKTABA DARUS-SUNNAH DELHI

Mob.: +91-9368287264, 8808693818